گوہر بے آب

دانین خان

گوہرِ بے آب

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم دانین خان

All Rights Reserved

Copyright: Daneen Khan (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ضروری بات

گوہرِ بے آب کے تمام جملہ حقوق لکھاری "دانین خان" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر:11

ڈنر کے بعد وہ ٹیرس پر مریم کے ساتھ بیٹھی تھی۔ ملازم گرین ٹی رکھ کر گیا تھا۔

مریم خاموش تھی۔ کافی سے زیاد خاموش۔ مآرب نے اس خاموشی کے دوران اس کے چہرے کو غور سے جانچا تھا۔ وہ مرجھاسی گ ئی تھی۔ اب وہ پہلے والی مریم نہیں رہی تھی۔

شاید اس ل ئے کہ پہلے اسے دنیا کے سامنے اپنی مرتج لائ ف کو پرفلیکٹ دیکھانا تھا۔ چہرے پر خوشی کا خول چڑھانا تھا۔ لیکن اب۔۔۔ اب کیا مسلہ تھا۔ اب کس کو دکھانا تھا۔ اب تو دنیا جان گ ئی تھی کہ مریم اعوان طلاق یافتہ ہو گ ئی ہے۔

خاموشی سے گبھرا کر اس نے بے ساختہ اسے پکارا۔

"مریم۔"

مریم نے اس کی جانب دیکھا۔

"کس لمحے نے تمہارے اندر کی اچھائی ختم کر دی تھی۔"

مآرب نے مدھم آواز میں پوچھا۔ اس نے مآرب کو دیکھا۔ وہ مسکائی تھی اور نظریں پھیر کر اندھیرے میں غیر مری نقطے کو تکنے لگی۔

ذہین میں وہ لمحے کسی فلم کی طرح گردش کرنے لگے۔ جن لمحوں نے اس کی شخصیت کی نرمی چھین لی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اس شہر کے مشہور ہوٹل میں اپنی دوست سے ملنے کے بعد جا رہی تھی۔

تب لابی میں وہ چلتے چلتے ایکدم رکی تھی۔ سامنے ایک قد آدم شیشہ لگا تھا۔ جس میں پیچھے کا منظر واضح نظر آرہا تھا۔ مریم کو لگا وہ شیشہ اس کے رشتہ کا کھوکھلا پن دیکھا رہا ہے۔ وہ یک ٹک اس شیشے میں نظر آتے عکس کو دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھیں جھل اٹھی۔

اس نے ایک پل کو آنکھیں میچ کر جلن کم کرنے کی ناکام سی کوشش کی۔

اسے لگا یہ شیشہ اس پر ہنس رہا ہے۔ وہ آہستہ سے مڑی آہ کتنا دل سوز تھا اپنے شوہر کو کسی اور عورت پر التفات بھر ساتے دیکھنا۔ لیکن یہ کیا۔ وہ ٹھٹک گ ئی۔ لڑکی پر دھیان تو اب گیا تھا۔

وہ لڑکی۔۔۔وہ لڑکی تو وہی تھی جس کی آنکھوں کا آپریشن اس نے کروایا تھا۔ جس لڑکی کا حسن دیکھ کر اسے لگا تھا۔ کہ اس حسین لڑکی کو بھی دنیا کی رنگینی دیکھنے کا حق ہے۔ اور آج وہ اسی کے شوہر کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی تھی۔

اس کے قدم بے اختیار ان کی طرف اٹھے۔

”ہیلو۔“

یاسِر نے چونک کر آنے والی کو دیکھا۔ چونکی تو وہ لڑکی بھی تھی۔ لیکن اس نے کوئی خاص تاثر نہیں دیا۔ جبکہ مریم کو وہ اچھے سے جانتی تھی۔

مریم نے یاسر کی پریشان شکل سے منہ پھیر کر اس لڑکی کی بے نیازی کو رشک بھری نظروں سے دیکھا۔

”میں آج کہہ سکتی ہوں کہ میں پیدا ابری نہیں ہوئی تھی۔ میں بنائی بری گ ئی ہوں۔ اور ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے۔ جن کو میرا احسان مند ہونا چاہیئے تھا۔ خیر وش یو بسٹ اوف لک گرل۔“

ایک طنزیہ نگاہ اس لڑکی پر ڈال کر وہ وہاں سے نکل گ ئی۔

”جب آپ کا ترس آپ کی حساس طبعیت آپ کے منہ پر ماری جائے تب اچھائی کا خاتمہ یوں ہوتا ہے۔ جیسے بھنبھاتی میکھیوں پر سپرے کیا جائے۔“

مآرب کو اس کی مثال پر ہنسی آئی۔

”تم نے اچھا فیصلہ لیا ہے مریم۔ جس رشتے میں آپ کی حفاظت پر سوالیہ نشان اٹھنے لگے اس رشتے کو جڑ سے ختم کر دینا چاہیئے۔“

مریم نے گہری سانس چھوڑتے اثبات میں سر ہلایا۔

مآرب کچھ یاد آنے پر بولی۔

”اور ایک بات مریم۔۔۔ تم عدت کیوں پوری نہیں کر رہی۔ تم جانتی ہوں تم خود کو کس آگ میں جھونک رہی ہو۔“

مریم نے چونک کر اسے دیکھا۔ اور پھر مآرب دیر تک اسے عدت پر لکچر دیتی رہی۔ تب تک جب تک وہ اسے پوری تک متافق اور شرمندہ نہ کر پائی۔ آخر بہن تو مریم کی تھی ناں۔

رات کو سونے وہ اپنے کمرے میں آئی۔ موبائل اٹھا کر دیکھا تو یوعان شیخ کی لاتعداد مس کالز تھی۔ اس نے ہونٹ کاٹتے کال ملائی تھی۔

"اسلام علیکم۔"

"وعلیکم اسلام کہاں ہے آپ۔"

سرد لہجے میں پوچھا گیا۔ مآرب نے زبان دانتوں تلے رکھی اور ایک آنکھ دبائی۔

"میں گھر آئی ہوئی تھی۔"

"تو آپ کو مجھے ایٹلیسٹ بتا تو دینا چاہیئے تھا ناں مآرب۔ نہ مجھے آپ کا کوئی اتا پتا ہے نہ آپ کال اٹھا رہی ہے۔ میری حالت کے بارے میں اندازہ لگا سکتی ہے آپ۔"

مآرب اس کے لہجہ میں غصہ محسوس کرتی شرمندہ ہوتی بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹی اور بولی۔

"تو اپنے مخبر سے پوچھ لیتے جو آپ نے میرے پیچھے لگا رکھے ہیں۔"

یوعان شیخ ایک لمحے کیلئے چپ کر گیا اس نے وار ہی ایسا کیا تھا۔

"وہ مخبر نہیں گارڈز ہے جو آپ کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اور میں پریشان تھا میرے ذہین سے وہ بالکل ہی نکل گئے تھے۔"

اس کے پیٹ میں تتلیاں سی اڑھنے لگی۔ مسکراہٹ اتنی بے ساختہ ہونے لگی کہ وہ کوشش کے باوجود بھی ضبط نہ کر پائی۔

"آپ میرے لئے خوامخواہ پریشان ہوئے۔"

یوعان نے موبائل کو یوں گھورا۔ جیسے وہ موبائل نہ ہو مآرب ہو۔

"میں خوامخواہ پریشان نہیں ہو رہا تھا پاگل عورت میں اپنی بیوی کیلئے پریشان ہو رہا تھا۔ جس نے دوست کم اور دشمن زیادہ بنائے ہیں۔"

وہ اس کے مسکراتے لہجے پر سلگ اٹھا۔

مآرب کی شوخی بھک سے اڑ ھی۔

"یوعان میں آپ کو عورت لگتی ہوں۔"

یوعان کو سمجھ نہ آئی اس سوال کا تک کیا بنتا تھا یہاں۔

مجھے لگنے کا کیا مطلب مآرب جب آپ عورت ہی ہے تو۔

مآرب کا منہ کھل گیا۔ وہ تیزی سے اٹھ کر شیشے پر تک آئی۔ خوب غور سے دائیں بائیں اپنا چہرہ دیکھا۔ وہ ستائیس کی ہونے والی تھی لیکن لگتی اب بھی انیس بیس کی تھی۔ پھر وہ اسے عورت کیسے کہہ سکتا تھا۔

"آپ کا یوعان صاحب دماغ خراب ہو گیا ہے اور اب آپ میرا بھی خراب کر رہے ہیں۔ اب فون رکھے مجھے نیند آرہی ہے۔"

یوعان کے ماتھے پر بل در آئے۔

"آپ رات گزارنے والی ہے وہاں۔"

"رات کا ایک ہونے والا ہے ظاہر سی بات سے میں رات یہی گزار رہی ہوں۔ اب اس وقت تو میں گھر آنے سے رہی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا مطلب مآرب میری بات۔۔۔۔"

مآرب نے ٹک سے کال کاٹ دی۔ موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور پلنگ پر گرتے ہی آنکھیں موند لی۔

وہ بلا عورت کیوں ہونے لگی۔ ہنہ پاگل انسان اسے عورت کیسے کہہ سکتا ہے۔

ناک منہ بسورتے اس نے بند آنکھوں سے سوچا۔

کیا میں فیلرز کرواوں۔

یہ خیال آتے ہی پٹ سے آنکھیں کھولی۔

اگلے دن جب وہ عصر کے وقت آئی تو اس کے تھوڑی دیر بعد ہی یوعان اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا۔

وہ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد مسلے پر ہی بیٹھی تھی۔اس کی آمد سے تحیر زدہ ہو گئی گھڑیال کی جان دیکھا۔یہ اس کے آفس سے آنے کا وقت تو نہیں تھا۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں۔"

وہ آتے ہی بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔ مآرب کو تشویش ہونے لگی۔جمائے نماز سمیٹ کر اس کے پاس آئی۔

"وعلیکم اسلام کب آئی آپ۔"

"آدھا گھنٹا پہلے۔"

"آپ جلدی آگئے آج۔"

اسے یوں بے دم سا پلنگ پر گرتے دیکھ وہ تشویش میں مبتلا ہوئی۔

"پیٹ میں درد تھا ہلکا سا تو آرام کرنے آگیا۔"

یوعان نے آنکھیں کھولی تو نظر اس کے دوپٹہ کے ہالے میں لپٹے چہرہ پر گئی۔اس کی آنکھیں مسکرائی تھی۔

"کہاں درد ہے۔"

مآرب کو فکر ہونے لگی۔

"پیٹ کے درمیان میں زیادہ نہیں ہیں بس تنگ کر رہا ہے۔"

"میں قہوہ بنا کر لاتی ہوں۔ساتھ میں اجوائن بھی درد میں افاقہ ہو گا۔"

وہ دوپٹہ اتارتی کمرے سے نکلی۔یوعان ہولے سے ہنس دیا۔

مآرب نے یقیناً یہ دیسی پن بے بے سے سیکھا تھا۔

تھوڑی دیر گزری کہ وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی۔اس بار ہاتھ میں ٹرے بھی تھی۔

"یوعان اٹھ کر فریش ہو۔پھر یہ قہوہ اور اجوائن کھائیں گا۔"

مآرب نے ٹرے پلنگ کے ساتھ میز پر رکھی۔اور اس کا بازو پکڑ کر اٹھایا۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں۔ابھی آپ سے بھی حساب کتاب رہتا ہے۔ادھر ہی رہیں گا۔"

”کون ساحساب کتاب۔ میں نے کون سا آپ کی جائی یداد اپنے نام کروائی ہے۔“

وہ تندہی سے بولی۔ لیکن یوعان تب تک واش روم میں گھس چکا تھا۔

وہ قران اٹھاکر سورہ رحمن کی تلاوت کرنے لگی۔

ایک بار بے بے نے اس سے سے کہا تھا۔

”مآرب نماز پڑھا کرو یہ تمہارے ایمان کو زندہ رکھے گی۔“

اور مآرب نے ان کی یہ بات پلے باندھ لی تھی۔

وہ غسل خانے سے نکلا تو بھورے رنگ کی شلوار قمیص میں ملبوس تھا۔

ایک پر تبسم نگاہ شدومد سے تلاوت کرتی مآرب اعوان پر ڈال کر وہ خود بھی نماز کیل ئے کھڑا ہو گیا۔

کچھ دیر سلام پھیر کر دعا مانگتے وہ اٹھ کر مآرب تک چلا آیا۔ جو قران مجید بند کر رہی تھی۔

وہ خاموشی سے اس کے پاس لیٹا سر اس کی گود میں رکھ گیا۔

مآرب اعوان کیل ئے یہ زرا غیر یقینی عمل تھا۔ لہذا وہ میز پر قران رکھتے رکھتے ایک پل کو ٹھٹھک سی گ ئی۔

”حیریت ہے یوعان صاحب آپ کے انداز تو کافی محبوبانہ لگ رہے ہیں۔ نشہ وشہ تو کرکے نہیں آئے۔“

اس کے ماتھے پر بکھرے بال ہٹاتے وہ شرارتاً بولی۔ تو وہ بند آنکھوں سمیت مسکایا۔

”آپ کو کیا لگتا ہے۔ کون سا نشہ کیا ہو گا میں نے۔“

مآرب کی آنکھیں پھیل گ ئی۔

”کیا مطلب سچ میں کہیں چرس سھنگا آئے ہیں کیا۔“

یوعان نے پٹ سے آنکھیں کھولی۔

اس کے ہوائی یں اڑھے چہرہ کو دیکھ کر اس کی ہنسی نکل گ ئی۔ وہ دھیما سا ہنستے چہرہ اس کے پیٹ میں چھپا گیا۔ اس کے بازوں اپنی کمر کے گرد بندھے محسوس کرتے مآرب کا دل سمٹ کر رہ گیا۔

”میں نے آج تک خالی سگریٹ تک کو ہاتھ نہیں لگایا تو نشہ کیا کرتا۔ آپ بے فکر رہے مآرب آپ کا شوہر اپنی کلاس کے ڈرک زون سے مکمل طور پر محفوظ ہے۔“

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

مآرب نے مسکراتے لب بھینچتے اس کے بالوں کو نرمی سے سہلایا۔

"میں کل بے بے سے ملنے گ ئی تھی یوعان۔ وہ آپ کا پوچھ رہی تھی۔ آپ کسی دن میرے ساتھ چکر لگا آئی یں گا۔ انھیں آپ سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔"

یوعان نے ہلکا سا سر کو اثبات میں جنبش دی۔

چہرہ ہنوز اس کے پیٹ میں چھپا ہوا تھا۔

"اور مجھے پوچھنا تھا۔۔۔۔۔۔یوعان سو گ ئے ہیں کیا۔"

اس کی بھاری سانسیں محسوس کرتے اس نے جھکتے پوچھا۔

"ابھی نہیں آپ بول ئے کچھ کہہ رہی تھی۔"

وہ نیند سے بھاری ہوتی آواز میں بولا۔

"عیسی کے بارے میں پوچھنا تھا۔ آپ کا رابطہ ہوا ان سے۔"

"نواز کو سونپا ہے یہ کام۔ مجھے مکمل یقین تو نہیں مگر پختہ شک ہے کہ وہ اٹلی میں ہے۔ خیر آ جائے گا کچھ دنوں تک۔"

"ہممم چلے آپ سو جائی یں۔ ویسے تو عصر کے بعد سونا کچھ خاص بہتر نہیں ہوتا۔ اور آپ نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ کہے تو کچھ بنادوں۔"

اس کا سر تکیے پر رکھتی وہ پلنگ سے اتری۔ یوعان نے نفی میں سر ہلایا۔ درد میں کچھ افاقہ آیا تھا۔ کھانا کھاتا تو دوبارہ درد اٹھتا اسی ل ئے اس نے فلحال سونے کو ترجیح دی تھی۔

"جاتے ہوئے لائی ٹ اوف کر دے میں تھوڑی دیر کیل ئے آنکھیں بند کر لوں۔"

انکھیں موندتے اس نے چہرہ تکیے میں گھسایا۔ تو مآرب لائی ٹ بند کرتی باہر نکل گ ئی۔

ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد وہ اٹھا تو اسے ہلکا ہلکا سا پیٹ کے درمیان اب بھی درد ہو رہا تھا۔ لیکن اس نے زیادہ توجہ نہ دی۔

شام تک یہ درد نیچے آتے پیٹ کے داہنی طرف آنے لگا۔

اس نے معدے کی دوائی ی لے لی۔ کہ شاید بدہذمی ہوئی ہو۔

اس وقت رات کے شاید دو ہونے والے تھے۔ یوعان کی آنکھیں درد کی شدت سے کھلی تھی۔ پیٹ کے داہنی حصے میں شدید درد تھا۔ درد کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ وہ ضبط کرتے کرتے پیلا پڑنے لگا۔ مآرب جو لیپ ٹاپ میں سر دی ئے مصروف تھی۔ کراہنے کی آواز پر ٹھٹھکی۔ غیر ارادتاً نظر ڈالنے کو دائی یں جانب مڑی۔ تو یوعان کو یوں درد سے بے حال ہوتے دیکھ بے طرح چونکی۔ لیپ ٹاپ سرعت سے بند کرتے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

”یوعان کیا ہوا ہے۔“

یوعان نے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہونٹ بے دردی سے کاٹتے کراہیں روکی تھی۔

My belly is bursting. Ahhh it hurt so bad Maarb.

مآرب اس کی حالت دیکھ کر ہاتھ پاوں چھوڑنے لگی۔ اس نے پریشان سے کچھ نہ سوجھتے آیت الکرسی کا ورد شروع کیا۔

لیکن درد شاید آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔ وہ بے بسی سے اسے تڑپتا دیکھ رہی تھی۔ اس نے بدحواسی میں اپنا موبائی ل ڈھنڈنا چاہا۔

اچانک اس کے ذہین میں ایک جھماکا سا ہوا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

”یوعان آپ لیٹے۔“

”مآرب چپ رہے یار۔ مجھے کوئی پین کلر لا دے درد ٹھیک ہو جائے گا۔“

وہ بیزاری سے بولا۔ مآرب نے اس کے کندھوں پر زور ڈالتے اسے پیچھے کی جانب گرایا۔

”میں یہاں ہاتھ سے ہلکا سا دباوں گی۔ آپکو زیادہ درد محسوس ہوا آپ فوراً بتائی یں گا۔“

مآرب نے اس کے پیٹ کے داہنی جگہ ہاتھ سے ہلکا سا دباو دیا۔ یوعان نے تیزی سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

”آہ مار ہی دے آپ مجھے۔“

درد سے سرخ پڑتا وہ خفگی سے بولا۔

مآرب تیزی سے بستر سے کودی۔

"مجھے لگتا ہے آپ کو آپنڈ سائی یٹ کا درد ہے۔ اٹھے چینج کرے ہم ہو سپیٹل جا رہے ہیں۔"

پھر اس نے یوعان کے نہ نہ کرتے بھی اس کو رات کے ساڑھے دو بجے ہسپتال پہنچایا تھا۔

اس کا اندازہ ٹھیک نکلا تھا۔ یوعان شیخ کو اپنڈ سائی یٹ کا ہی درد تھا۔ ڈاکٹر نے معائی نے کے بعد فوراً اسے اپریشن تھیٹر بھیجا تھا۔ کہ اگر زرا سی تاخیر ہوتی تو اپنڈ کس پھٹنے کا خطرہ تھا۔

ڈاکٹرز سے بات کرنے کے بعد وہ اس کے ساتھ آ کر بینچ پر بیٹھ گ ئی۔ جس کا سر جھکا ہوا تھا۔

"رو کیوں رہے ہو ٹھیک ہو جائی یں گے وہ۔"

یوشع نے آستینوں سے آنسو پونچے۔

"وہ میرے بھائی ہے۔"

جتایا گیا کہ بھ ئی میرا بھائی تکلیف میں ہے۔

"ہاں تو میرے بھی تو شوہر ہے۔ میں تو نہیں رو رہی۔"

"میں اس ل ئے رو رہا ہوں کیونکہ مجھے ان سے بہت محبت ہے مجھے ان کی فکر ہو رہی ہے۔"

"محبت تو مجھے بھی ہے۔"

مآرب کی تیوریاں چڑھی۔

"مجھے زیادہ ہے۔ اور فکر مجھے بھی ہو رہی ہے۔"

"مجھے زیادہ ہو رہی ہے۔"

مآرب نے منہ چڑھایا۔

"سہی بول رہے ہو اتنی ہو رہی ہے کہ ادھر بیٹھ کے رو رہے ہو۔ مر نہیں رہے وہ۔ ایک چھوٹا سا اپنڈ کس کا اپریشن ہوا ہے۔"

یوشع نے جھٹکے سے سر اٹھا کر صدمے سے اسے دیکھا۔

”کس طرح بول رہی ہیں آپ مر نہیں رہے ہیں۔ میں بھائی کو بتاوں گا یہ بات۔ اور اپریشن چھوٹا ہو یا بڑا اپریشن اپریشن ہی ہوتا ہے۔ اتنے ہی اگر وہ ٹھیک ہوتے تو اپریشن کی ضرورت ہی کیوں پڑتی کیا ہوتا اگر اپریشن کے دوران ان کی حالت بگھڑ جاتی خدا نخواستہ ان کو کچھ ہو جاتا تو۔“

مآرب نے حیرت سے ہنکارا ابھرا۔

تم نے بیسک سائی نس نہیں پڑھی کیا۔ یہ ایک جنرل نولج والی بات ہے یوشع اپنڈ سائی یٹ میں کوئی انسان مرتا نہیں ہے۔ چھوٹا سا اپریشن ہوتا ہے یہ۔“

یوشع نے منہ بنایا جیسے کہہ رہا ہو کچھ بھی۔

مآرب نے لمبی سانس لیتے جیسے غصہ ضبط کرنے کی کوشش کی تھی۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر وہ بولی۔

”تم نے انکل انٹی کو کال کی۔“

یوشع نے سر دیوار سے ٹکایا اور لاپرواہی سے بولا۔

”کی ہے لیکن وہ آئی یں گے نہیں۔ ماما پاکستان سے باہر ہے آج کل وہ اپنے فیشن شو میں مصروف ہے۔ اور بابا کسی میٹنگ میں۔ شاید کچھ گھنٹوں میں میٹنگ ختم ہو اور وہ آجائے۔“

مآرب نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا وہ خالی تھے بالکل ایسے ہی جیسے ان کے ارد گرد رشتے احساس سے خالی تھے۔

”یوشع۔“

اس نے ہاتھوں سے نظریں ہٹائے بغیر اسے پکارا۔ یوشع نے سر گھما کر اسے دیکھا تھا۔

”میں اپنے بچوں کیل ئے اچھی ماں ثابت ہوں گی۔ یوعان کا مجھے پتا ہے وہ ایک اچھا باپ ہو گا۔ ہمارے بچے اگر تکلیف میں ہونگے تو ہم سب سے پہلے ان کے ساتھ موجود ہوں گے۔ لیکن اگر ہم میسر نہ ہوئے تو۔۔۔۔۔“

اس نے نظریں یوشع کی جانب کر دی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو تم ان کی ڈھال بننا۔ ان کو یہ اعتماد دینا کہ اگر وہ مشکل میں ہوئے تو ہمارے بعد بلا جھجک تمہیں آواز دیا کرے۔ ان کو یہ حوصلہ ہو کہ اگر ماں باپ نہیں ہوں گے تو باپ کا بھائی ہو گا۔ میری بیٹیوں کو سلف ڈیفنس سیکھانا میرے بیٹوں کو مضبوط بنانا۔ اور بالکل ایسے ہی یہ اعتماد میں تمہارے بچوں کو دوں گی۔ یوعان کا نہیں کہہ سکتی لیکن اگر ان پر مصیبت آئی تو میں اپنی لاکھوں کروڑوں کی میٹنگ چھوڑ کے ان تک پہنچ جایا کروں گی۔"

"آپ کہنا چاہتی ہے کہ آپ ایک ائی یڈیل تائی ثابت ہو گی۔"

یوشع نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا۔

مآرب نے فخریہ گردن اکڑائی۔

"ہاں۔"

یوشع مسکرایا۔ اس نے منہ سے کچھ نہیں کہا تھا لیکن اس نے اس لمحے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی آنے والی نسل کیلئے ائی یڈیل چاچو بنے گا۔ وہ یوعان شیخ کے بچوں کیلئے بالکل ویسے ہی محفوظ پناہ گاں ثابت ہو گا جیسا یوعان شیخ اس کیلئے تھا۔ اس نے سینے پر بازو باندھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے دیوار سے سر ٹکایا اور آنکھیں موندلی۔ بند آنکھوں کے پیچھے کچھ مناظر واضح ہوئے۔

"بھائی۔"

آواز ایک کراہ کی صورت اس کے سینے سے نکلی تھی۔

زمین پر بے یارومددگار پڑا خون میں لت پتا سانسوں کیلئے تڑپتا وہ سولا سال کا لڑکا یوشع شیخ اپنے بھائی کو پکار رہا تھا۔

وہ جانتا تھا اللہ کے سواء واحد اس کا بھائی ہے جو اسے زندگی عطا کرنے کیلئے اپنی سانسیں تک ہار سکتا ہے۔

اس نے بند ہوتی آنکھیں بڑے جتن سے کھولنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن حواس دغا دے کر ساتھ چھوڑنے کے درپر تھے۔

"تو کیسا لگ رہا ہے موت کو اتنے نزدیک سے محسوس کرتے ہوئے۔"

گلے میں زنجیروں کا انبار پہنے اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا وہ لڑکا اپنے حلیے سے ہی حالص اوباش قماش کا لگ رہا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بھ ائی۔"

اس کے لہولہان لبوں سے الفاظ پھونک کی صورت نکلے تھے۔ لڑکے کا جاندار قہقہ فضا میں گھونجا تھا جس میں اس کے دوستوں کی ہنسی بھی شامل ہوگ ئی تھی۔

اس نے اٹھنے کی نحیف سی کوشش کی تھی۔ لیکن پاس کھڑے دوسرے لڑکے کے اس کے سر پر پیر رکھنے سے اس کی کوشش ناکام ہوتے اسے اذیت سے چیخنے پر مجبور کر گ ئی۔

"تمہارا بھائی۔۔ہاہاہاہا۔۔۔۔جانتے ہو جسے تم بھائی کہتے ان درد کے لمحات میں پکار رہے ہو وہ تو تمہاری ماں کا جنا ہی نہیں ہے۔"

اس کے تمسخرانہ لہجے پر وہ پرزور انداز میں نفی میں سر ہلانے والا تھا لیکن سر پر زور پڑنے سے بس سسکاری ہی نکل سکی۔

"تم آج پیسے کے گھمنڈ میں قدموں پڑے سسک رہے ہو اور میں اپنی طاقت کے بلبوتے پر تمہیں قدموں تلے روندنے کو تیار ہوں اور دیکھو مجھے روکنے والا بھی کوئی نہیں۔"

اس کے کان میں پھنکارتا وہ ایک آخری وار سے اس کی سانس سینے میں اٹکاتا اسے خون میں لدھا چھوڑے وہاں سے جا چکا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

منظر بدلا تھا اب وہ ہسپتال کے بستر پر پڑا پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

"کس نے مارا ہے تمہیں۔"

غضب سے سرخ پڑتا چہرہ ل ئے یوعان شیخ طیش زدہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔ اس کا چھوٹا بھائی پٹیوں میں ہوسپٹل کے بیڈ پر ڈھیر ہوا پڑا تھا۔ جسم کا کوئی ایسا حصہ نہ بچا تھا جس پر تشدت نہ کیا گیا ہو۔ کانپتے ہاتھوں سے منہ سے اکسیجن ماسک ہٹا کر یوشع نے خشک پڑتے ہونٹوں سے بمشکل ٹوٹے پوٹے الفاظ ادا ک ئے تھے۔

"سی ن ئی رز تھ ے م یرے۔"

(سن ئی رز تھے میرے۔)

”لیکن ان کی تمہارے ساتھ کیا دشمنی تھی۔“

حسن شیخ فکر مندی سے بولے۔یوشع نے آنکھوں کے اشارے سے بھائی کو نزدیک بولایا۔یوعان کی بھنوئیں تحیر سے ہلکی سی سمٹی۔اور آہستہ سے اس پر جھکا۔زخموں سے چور یوشع نے اپنے بھائی کے کان میں سرگوشیانہ کچھ الفاظ ادا کئے تھے۔

و۔۔۔۔ہ م۔۔۔مجھے ہر۔۔۔س کرنا۔۔۔چاہتے۔۔۔تھے۔They want my body.۔

وہاں وجود کوئی بھی سن نہ سکا۔لیکن یوشع شیخ کے بھائی کا چہرہ غصے کی زیادتی کی وجہ سے سرخ پڑتا دیکھ کر دنگ رہ گئے۔اس کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے وہ ان لڑکوں کو چھڑ پاڑ کر رکھ دے گا۔اپنے بھائی کی بات سن کر جب وہ سیدھا ہوا۔تو اس کے چہرے کا رنگ بدل چکا تھا۔اب خطرناک صرف اس کی آنکھیں لگ رہی تھی۔جو گہری کالی سرد برفیلی ہو چکی تھی۔

اور پھر کچھ دیر بعد یوشع نے ان لڑکوں کو خبروں کی زینت بنتے دیکھا تھا۔ان پر اتنا ہی تشدت ہوا تھا جتنا یوشع شیخ کے وجود پر۔نہ ایک زخم کم نہ ایک زخم زیادہ۔یوعان شیخ نے بڑی نفاست سے ان لڑکوں کو پیٹا تھا۔اس واقعے کے بعد سے یوعان شیخ نے یوشع شیخ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا تھا۔اسے کراٹے سکھائے۔اسے اتنا مضبوط بنایا کہ آج وہ دس بارہ لوگوں کا اکیلئے بڑی آسانی سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ہاں یوشع شیخ کو بس ایک ہی چیز رولا سکتی تھی۔اور وہ تھی یوعان شیخ کی تکلیف۔جیسے تھوڑی دیر پہلے وہ بچوں کی طرح آنسو بہا رہا تھا۔

”تم بہت خوبصورت ہو۔“

اس وقت وہ ڈاکٹرز کے دیئے نشے کے زیر اثر تھا۔تبھی ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا۔آرب احتیاط سے اس کے سینے پر تھوڑی ٹکائے موقعے کا فائدہ اٹھاتے اپنی مرضی کی باتیں اس سے نکلوا رہی تھی۔

"اچھا۔"

"ہمم۔۔۔۔۔تم مجھے ناں پہلی ملاقات میں ہی پیاری لگی تھی۔تمہاری آنکھیں۔۔۔۔۔میں پہلی بار انہیں نزدیک سے دیکھ کر۔۔۔۔۔۔دیوانہ ہوا تھا۔"

مآرب نے کہنی اس کے پیٹ سے گزار کر دوسری طرف ٹکائی اور مٹھی بنا کر چہرہ گال کے نیچے رکھے مسکراتے ہونٹوں سے اسے دیکھنے لگی۔جو کبھی بند کبھی کھلی آنکھوں سے مدہوش لہجے میں وہ سارے خیال اگل رہا تھا۔جو وہ اگر ہوش میں ہوتا تو اسے ظاہر کرتے صدیوں لگ جاتے۔

"باوجود اس کے۔۔۔۔۔۔کہ آپ کی بھنوؤں۔۔۔۔۔پلکیوں اور ہونٹوں پر کافی۔۔۔۔۔۔محنت کی گئی ہے۔لیکن پھر بھی اگر کوئی۔۔۔۔۔۔مجھ سے پوچھے یوعان شیخ۔۔۔۔۔۔تمہیں اس دنیا میں سب سے دلکش چہرہ کس کا لگتا ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔تو میں بلا جھجھک آپ کا نام لوں گا۔۔۔۔۔۔مآرب۔"

مآرب کے گال گلال بھکرنے لگے۔وہ شرماہٹ سے ہنس پڑی۔

"میں اتنی اچھی لگتی ہوں آپ کو۔"

وہ ہونٹ چباتے اور سننے کی خواں خاں تھی۔

"ہاں ناں۔۔۔۔۔۔مجھے اپنی دنیا کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کسی لڑکی نے اتنا متاثر اور متوجہ نہیں کیا۔جتنا مجھے اپنی بیوی نے کی۔۔۔کیا ہے۔"

مآرب کھکھلا کر ہنس دی۔

"آہ یوعان مجھے یہ ریکارڈ کرنا چاہیئے تھا۔"

اس نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرا۔اور جھک کر اس کے ہونٹ چھومے۔

"مجھے اس وقت آپ پر پیار آرہا ہے۔قسمے آپ بڑے کیوٹ لگ رہے ہیں۔"

یوعان اس نشے میں بھی اس کی یہ حرکت محسوس کرتے ساکت ہوا تھا۔

"آپ مجھے مار دی گی۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

مآرب نے زندگی سے بھرپور قہقہ لگایا۔ پھر جھک کر دوبارہ اس کے ہونٹ چومے۔ اور اسے تنگ کرنے کو بار بار چھومتی ماتھا اس کے گال پر ٹکا گئی۔ ہنستے ہنستے اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ جبکہ یوعان شیخ کا شاید شرم سے۔

"یوعان ایک بات پوچھو۔"

کچھ لمحے گزرے جب وہ کچھ یاد آنے پر سنجیدہ ہوئی۔

"آپ نے میرا پروجیکٹ خراب کیوں کیا تھا۔ میرا کرئیر خراب کرتے آپ کو مجھ پر ترس تک نہیں آیا تھا۔"

وہ مدھم لہجے میں مستفسر ہوئی۔

"میں کیوں آپ کا کریئر خراب۔۔۔۔۔ کرنا چاہوں گا مآرب۔"

مآرب دھک سے رہ گئی۔ وہ یہ سننا نہیں چاہتی تھی۔ جبکہ وہ جانتی تھی یوعان شیخ یہی کہے گا۔ اور یہی سچ تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ یہ سننا نہیں چاہتی تھی۔ وہ دم سادھے اسے سنتی رہی۔

"آپ کہتی رہتی ہے ناں۔۔۔ کہ آپ بزنس کیلئے نہیں بنی۔ اس کے باوجود بھی میں نے آپ کو دن رات کی پرواہ کئے بغیر محنت کرتے دیکھا ہے۔۔۔۔۔۔ میرے دل میں جس عورت کی۔۔۔۔ بلندیاں دیکھنے کی چاہ اٹھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ میں اسی کو کیوں پستیوں میں گراوں گا۔"

اس کی آنکھ سے آنسو کا پہلا قطرہ گرا۔ اسے شدت سے اپنے سوال پر پچھتاوا ہوا تھا۔

"میں چاہتا ہوں آپ مجھ سے۔۔۔۔ چار قدم آگے چلے جو کامیابی مجھ تک آنے کا راستہ۔۔۔۔ ڈھنڈیں وہ پہلے آپ کے قدموں سے ٹکرائے۔ پھر میں کیسے آپ کو رسوا۔۔۔۔ کر سکتا ہوں آپ کا کرئیر خراب کر سکتا ہوں۔"

وہ اس کے سینے پر سر ٹکا کر ہچکیوں سے رونے لگی۔

یوعان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ مآرب آپ رو کیوں۔۔۔۔ رہی ہے۔"

مآرب کے رونے میں تیزی آئی۔ اب وہ اسے اس نشے کی حالت میں کیسے بتاتی کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔

یوعان شیخ بند ہوتی آنکھوں سے اس کا سر تپک رہا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

یہ جو آپ لوگ قسط پڑھ کر ریویو دیئے بغیر چلے جاتے ہیں۔ میں کہہ رہی ہوں بہت برا پیش آوں گی میں۔ قسط زرا سی لیٹ ہو جائے تو مجھے پابلیشر کے پیغام آتے ہیں کہ ریڈرز قسط مانگ رہے ہیں۔ اور میں حیران و پریشان کہ کون سے ریڈرز جن کا مجھے پتا ہی نہیں ہے۔ جب آپ لوگ ناول پڑھتے ہیں اور آپ کو پسند بھی آتا ہے تو ریویو دیتے کیا موت آتی ہے۔

اگلے مہینے کی قسط میں نے تب تک نہیں دینی جب تک مجھے اس قسط کا ڈیٹیل ریویو نہ ملے۔ چاہے پر وہ آپ مجھے انسٹا پہ کرے۔(daneen khan Novelist) یا پھر پابلیشر کے ذریعے مجھ تک پہنچائے یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔

☹☹☹☹

جاری ہے

باقی آئندہ

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذراسی غلطی ہوگئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

'اور پھر۔۔پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

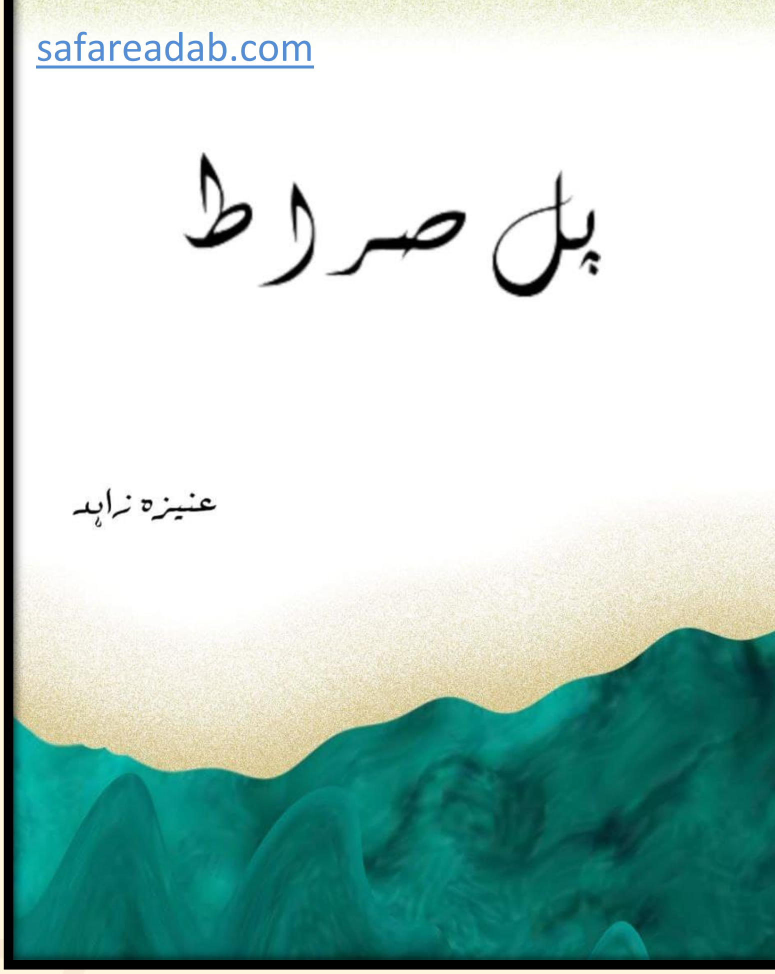

"یہاں دستخط کرو غازہ ! "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنالیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! "سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آگئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔"وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔"م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔ بس اللہ۔۔!"وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔۔!ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔"وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔"وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔"وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟"وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔"وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُر یقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔"وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

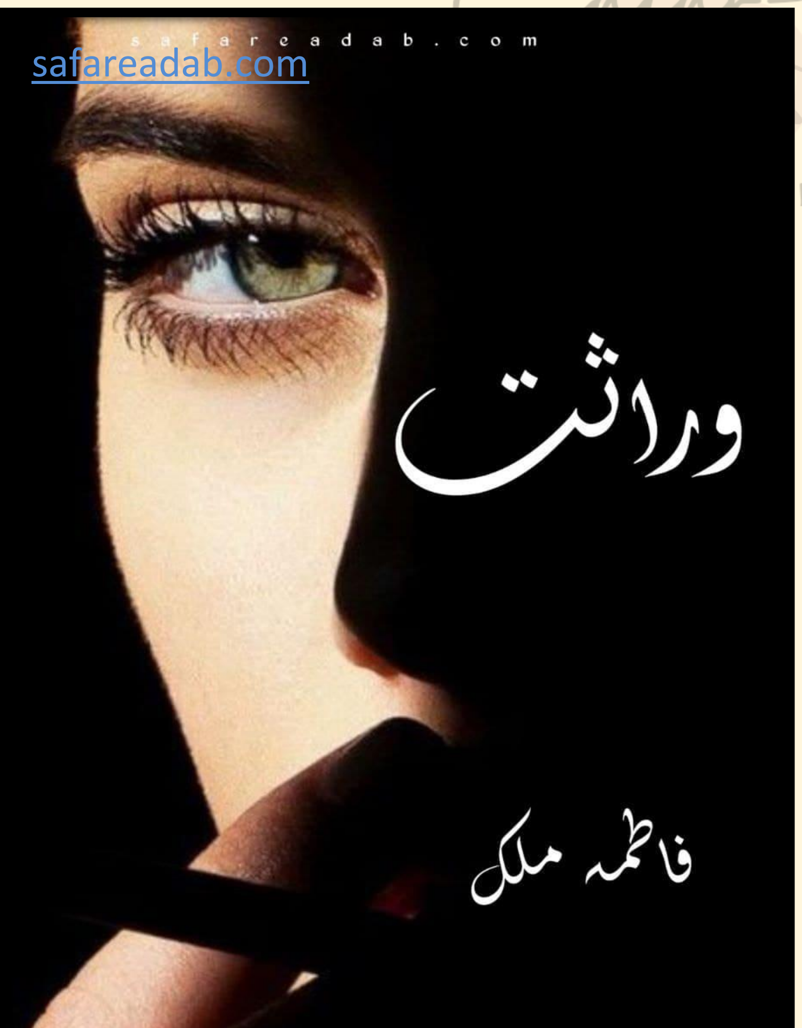

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔"اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آ چکی ہے۔"رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟"ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔"حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول محبت و نفس کی ایک جھلک

"ہاں! صحیح کہی آپ نے یہ میری بیوی ہے۔" زرنب نے آس پاس نظریں دوڑا کر کُچھ ایسا تلاش کرنا چاہی جس سے وہ اپنی جان لے سکے، لیکن وہاں ایسا کُچھ بھی نہیں تھا۔ تو مجبوراً اُس کی کہانی سُننے لگی۔ "ہماری لوو میرج ہوئی تھی۔ میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں۔" زرنب کے لیے یہ ہضم کرنا مُشکِل ہو گیا۔

" تو پھر یہ چوٹ کیسے لگی؟" ڈاکٹر بیچ میں ہی بول پڑیں۔ امان جی بھر کر بدمزہ ہوا۔

" وہی بتا رہا ہوں! ہم شادی بعد ایک دوسرے سے ایک دِن کے لیے بھی دُور نہیں ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے بے غیر ایک دن بھی رہنے کا نہیں سوچ سکتا ہوں۔ لیکن آپ کو پتا ہے اِس نے کیا کی؟" اُس نے ڈاکٹر سے پوچھا اور اُنہوں نے اپنی گردن کو نفی میں ہلائیں۔

" اِس نے مُجھ سے کہی کہ اِسے مائکے جانا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے جاؤ رات میں آ جانا، لیکن یہ نہیں مانی۔ اِس نے کہی اِسے ایک ہفتے کے لیے جانا ہے۔ اب آپ بتاؤ اتنے محبّت کرنے والے شوہر کو چھوڑ کر کوئی بھلا ایک ہفتے کے لیے مائکے

جاتا ہے ؟" اُس نے ایک دفعہ پھر مسکین صورت بنا کر ڈاکٹر سے پُوچھا۔ ڈاکٹر کی گردن اپنے آپ نہ میں ہلی۔

" دیکھا! آپ کو بھی یہی لگتا ہے نا؟ لیکن یہ میری بات ماننے کو تیار نہیں۔ بس پھر کیا ہوا؟ ہماری بحث ہو گئی۔ پہلے ہلکی پھلکی بحث ہوئی پھر بحث تو تو میں، میں بدل گئی اور پھر.... پھر ایک بھیانک لڑائی میں۔" سیلنگ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہانی ایسے سنا رہا تھا جیسے کِسی ڈراؤنی فِلم کی کہانی سنا رہا ہو۔

" تو اِسی لیے آپ نے انہیں مارے ؟" ڈاکٹر اب بھی وہیں اٹکی ہوئی تھیں۔

" ارے نہیں! آگے کی کہانی تو سنوں۔ صبح سے ہماری لڑائی چل رہی تھی میں تنگ آگیا تھا اور اِس لیے تنگ آکر میں نے کہا جاؤ جہاں بھی جانا ہے۔ یہ خوش ہو گئی اور میری ناراضگی کی پرواہ کیے بنا مائکے جانے لگی۔ اور پھر...." اُس نے جُملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

" پھر...؟" سب ایک ساتھ بولے۔ سب سیلنگ کو دیکھ رہے تھے۔ وہاں فِلم چل رہی تھی۔ زرنب اور امان کی فِلم۔

سیڑھیوں سے ایک لڑکی اپنا سوٹ کیس لے کر جھکتے ہوئے اُتر رہی تھی۔ اُسی لمحے اُس کا پیر پھسلا اور وہ، دھڑام، دھڑام، دھڑام.... کِسی مرے ہوئے کوکروچ کی طرح نیچے پڑی تھی۔

" اوہ!... بہت بُرا ہوا!" ڈاکٹر کو زرنب کے لیے بہت افسوس ہوا۔ فِلم ختم ہو چکی تھی۔ اب سب ڈاکٹر کو دیکھ رہے تھے کہ انہیں یقین آیا یا نہیں ؟

" اتنی کم سیڑھیوں سے گرنے پر یادداشت تو نہیں جانی چاہیے تھی۔" یعنی ڈاکٹر کو ابھی مکمّل یقین نہیں آیا تھا۔

" ارے! کیسی بات کر رہی ہیں آپ ؟ 'ہم آپ کے ہے کون' میں سلمان خان کی بھابھی سیڑھیوں سے گر کے مر جاتی ہیں۔ میری بیوی کی تو صرف یادداشت ہی گئی ہے۔ شکر اللہ کا ! آج ہی میں اِس کا صدقہ اُتاروں گا۔" اُس نے دُور سے ہی زرنب کی بلائیں لیا۔ اِس نوٹنکی پر انصار نے اُسے باقاعدہ 'لعنت ہو والی' نظروں سے دیکھا۔

" ہوں!" اِس بار ڈاکٹر تھوڑی کنوینس لگ رہی تھیں۔

" لیکن"....

" کیا لیکن ؟" امان نے اُن کو بیچ میں ہی ٹوک دیا۔ "جب میں کہہ رہا تھا کہ یہ میری بیوی نہیں ہے تب آپ ماننے کو تیّار نہیں تھی۔ اور اب جب میں کہہ رہا ہوں کہ یہ میری بیوی

Sagar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہے اور میں اِن سے بہت پیار کرتا ہوں تو آپ کو یقین نہیں آرہا۔ آخر آپ چاہتی کیا ہے؟" امان آخر میں چیخ اٹھا۔ ڈاکٹر کے اندر کا سی. آئی. ڈی افسر کہیں بھاگ گیا۔

" ہاں ٹھیک ہے! مُجھے یقین آ گیا۔" آخر کار ڈاکٹر مان ہی گئیں۔ "میں اِن کے لیے دوائیاں لکھ کر دیتی ہوں یاد سے لے آنا۔" ڈاکٹر نے اُسی وقت پر چھی پہ دوائیاں لکھ کر امان کی طرف بڑھائی جسے انصار نے تھام لیا۔ زرنب کو کُچھ ہدایتیں دے کر اب وہ جانے کے لیے تیّار کھڑی تھیں۔

" لیکن ایک منٹ!" ڈاکٹر پھِر رُک گئی۔ اُن دونوں کو بھی رُکنا پڑا۔ " آپ نے اپنی بیوی کا نام تو بتائے ہی نہیں۔" وہ امان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ امان اِس سوال کے لیے قطعاً تیّار نہ تھا۔ اُس نے ایک نظر زرنب کو دیکھا تبھی اُس کی نظر اُس گلے میں لٹکتی چین پہ پڑی۔ جِس پہ 'z' لکھا ہوا تھا۔ امان جلدی جلدی زیڈ سے شروع ہونے والے سبھی نام سوچنے لگا۔ اور اُسی وقت ایک نام اُس کے ذہن میں کودا۔

" زرنب! زرنب نام ہے میری بیوی کا۔" انصار نے ایک جھٹکے سے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔ اُس کی گردن چٹخنے کی آواز امان کو سنائی دی تھی۔

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

safareadab.com

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR BLISS

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب